قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نفعیت تعلیم تدریجی برائے عامہ ناس

حاضر باشد یا بادی ÷ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد ومبادی ÷ پس اتباعاً للنص المزبور ÷ صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدرج شہور

مسمّیٰ بہ

الہادی

نمبر ۸	بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ ہجری	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب وجادی ومذکرست عند ہر مجلس ونادی

ومکمن ست برائے ہر جائع وصادی ÷ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب وتنبیہ وتسہیل المواعظ

ومصالح عقلیہ وکلید مثنوی وتشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ÷ بادارۃ محمد عثمان عامی ÷ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بندہ وز برصد روپیہ گردد

نوٹ بذا تفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقص بینا کتاب لم قبض یا رحم

محمد عثمان مدیر رسالہ الہادی

اپنے عنایت فرماؤں کی خدمت میں بعد سلام مسنون بامید قبول
ایک ضروری عرض کرتا ہے اور قبول فرمانے سے ممنون ہوگا کہ
میری بی بی مسماۃ کلثوم بتاریخ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۴۴ھ ہجری
مطابق ۲۶ مئی ۱۹۲۶ عیسوی یوم چہارشنبہ بوقت عصر وفات
کرگئیں چونکہ بوجہ انکی حقوق خدمت کے میں اُنکو ہر ممکن نفع
پہنچانا چاہتا ہون - ایک صورت اس ممکن نفع کی یہ بھی ذہن
میں آئی کہ آپ حضرات سے ان مرحومہ کے لئے دُعائے
مغفرت کی درخواست کروں سو آپ ان کے لئے دُعائے
مغفرت فرماویں اور اگر کلفت نہ ہو تو کچھ قرآن مجید پڑہکر
بھی بخشدیں اگر زیادہ نہ ہو تو تین بار قل ہو اللہ ہی پڑھکر بخشدین
مُسلمان کے لئے مُسلمان کی دُعا کرنیکی بڑی فضیلت آئی ہے
خصوص میت کے لئے کہ وہ ہر طرح زندہ کا محتاج ہوگیا۔ میں
اسکے صلہ میں آپ حضرات کے لئے دُعا کرونگا - فقط

(نوٹ) فہرست مضامین ٹائیٹل کے صفحہ تین پر ملاحظہ ہو

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۴ھ جو
بہ برکت دُعاء حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم العالی
کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شایع ہوتا ہی

اُصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعین

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود امتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق ومعاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمداللہ عین تاریخ پر ہی شایع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائیٹل کے ڈہائی جزسے کم نہ ہوگا بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کی ضرورت سے اس سے بھی بڑہ جانا ممکن ہی اور قیمت سالانہ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبون کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ہے کا وی۔ پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا اور دو روپے بارہ آنہ کا وی۔ پی پہنچیگا

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر سالہ ارسال کیاجاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں کے یا وی پی کی اجازت نہ دینگے دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمتمیں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتدا سے خریدار سمجھے جائینگے اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں مگر اسکی قیمت تین روپے ہے علاوہ محصولڈاک ؞

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

کہ جس نے صبح کی نماز پڑھ لی وہ اللہ کے ذمہ میں داخل ہو گیا بس تم سے اللہ تعالےٰ اپنے ذمہ کے متعلق کوئی امر پاکر مطالبہ کرکے اوندھے مُنہ جہنم میں نہ ڈالدے اسکو مسلم ابوداؤد ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے الفاظ مُسلم کے ہیں اور انشاء اللہ یہ حدیث باب صلوٰۃ الصبح والعصر میں آئیگی۔

اور حضرت ابوہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نوبت بنوبت تمہارے درمیان میں رات کے اور دن کے فرشتے آتے رہتے ہیں اور صبح اور عصر کی نماز میں جمع ہو جاتے ہیں پھر جو تمہارے پاس آئے ہوئے تھے وہ چلے جاتے ہیں انسے انکا پروردگار سوال کرتا ہے باوجودیکہ وہ خود ان سے زیادہ جاننے والا ہے کہ تم نے میرے بندونکو کس حال میں چھوڑا کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور انکے نماز پڑھتے ہوئے پہنچے تھے اسکو امام مالک اور بخاری مسلم نسائی نے روایت کیا ہے۔

۱۵۳

اور حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنے احکام خداوند تعالےٰ نے اپنے بندونپر انکے دین کے بارے میں فرض کئے ہیں ان میں اول نماز ہے اور جتنی چیزیں باقی رہنے والی ہیں انمیں سے آخر نماز ہے اور جن باتوں کا حساب ہوگا ان میں سے پہلی نماز ہے اور اللہ تعالیٰ فرمائینگے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو اگر کامل ہے تو کامل لکھی جائیگی اور اگر ناقص ہے تو فرمائیگا کہ میرے بندے کے کچھ نوافل ہیں اگر اسکے نوافل پائے جائینگے تو فرضوں کو نوافل سے کامل کر دیا جائے گا پھر فرمائیگا کہ آیا اسکی زکوٰۃ کامل ہے اگر کامل ہوگی تو کامل لکھدی جائیگی اور اگر ناقص ہوگی تو فرمائیگا کہ دیکھو کچھ نفلی صدقات ہیں اگر اسکا کچھ نفلی صدقہ ہوگا تو اس سے زکوٰۃ کامل کردی جائے گی اسکو ابویعلی نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوالدرداؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ عمل ہیں جو انکو ایمان کے ساتھ بجالائیگا جنت میں داخل ہوگا

جس نے پانچوں نمازوں کی اور انکے وضو اور رکوع وسجود کی اور اوقات کی محافظت کی اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کیا بشرطیکہ اسکے ادا کرنیکی طاقت رکھتا ہو اور خوشی دل کے ساتھ زکوٰۃ ادا کی اور امانت کو ادا کیا لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ امانت کا ادا کرنا کیا ہے فرمایا کہ جنابت سے غسل کرنا اللہ تعالے نے تمہیں امین بنایا ہے اولاد آدم کو کسی چیز پر امور دین میں سے سوائے اس کے اسکو طبرانی نے باسناد جید روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبادۃ بن صامت رضؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ پانچ نمازیں ہیں کہ اللہ تعالے نے ان کو اپنے بندوں پر فرض کر دیا ہے جس شخص نے انکو ادا کیا اور انکے حق کو ہلکا اور معمولی سمجھکر کچھ ان میں سے ضائع نہیں کیا اسکے واسطے اللہ کی جانب سے معاہدہ ہے کہ اسکو جنت میں داخل کرے اور جس شخص نے ان کو ادا نہ کیا اسکے حق میں اللہ کی جانب سے معاہدہ نہیں ہے چاہے اسکو عذاب دے اور چاہے اسکو جنت میں داخل کرے اسکو امام مالک ابو داؤد نسائی ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابو داؤد کی ایک روایت میں اسطرح ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ پانچ نمازیں ہیں کہ انکو اللہ تعالے نے فرض کیا ہے جس نے انکا وضو کامل کیا اور ان کو انکے وقت پر ادا کیا اور انکا رکوع وسجود اور خشوع تمام کیا اللہ کے ذمہ پر اسکے واسطے معاہدہ ہے کہ اسکو بخشدے اور جسنے نہیں کیا اللہ پر ذمہ داری نہیں ہے اگر چاہے بخشدے اگر چاہے اسکو عذاب دے

اور حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ دو بھائی تھے انمیں سے ایک اپنے دوسرے بھائی سے چالیس یوم قبل انتقال کر گیا جوانمیں سے پہلا تہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسکی فضیلت بیان کی آپ نے فرمایا کہ دوسرا مسلمان نہ تہا صحابہ نے عرض کیا کہ بیشک وہ ایسا آدمی تھا کہ جسمیں کوئی نقص نہ تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور تم کیا جانو کہ اسکو

۱۵۴

اسکی نماز نے کہانتک پہونچایا (یعنے پہلے شخص کے بعد جو چالیس یوم نماز پڑہی) اسمیں شک نہیں کہ نماز کی مثال ایک شیریں نہر کی سی ہے جو تم میں سے کسی شخص کے دروازہ پر رواں ہو اور وہ شخص اسمیں پانچ مرتبہ روزانہ گہستا ہو تو کیا تم اسکے جسم پر کچہہ میل باقی پاؤ گے پس تم نہیں جانتے ہو کہ اس پچھلے کی نمازوں نے اسکو کس مرتبہ پر پہونچایا یہ الفاظ تو امام مالک کے ہیں اور امام احمد نے باسناد حسن اور نسائی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن خزیمہ نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد اور دیگر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو آدمی تھے ایک دوسرے سے افضل تھا اس افضل نے پہلے انتقال کیا دوسرا شخص اسکے بعد چالیس یوم زندہ رہا پھر وفات پا گیا اسکا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا وہ دوسرا نماز نہیں پڑہتا تہا آپکے اصحاب نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ اور ایسا آدمی تہا کہ اس میں کچہہ نقصان نہ تہا اسپر آپ نے فرمایا کہ تم کیا جانو کہ اسکو اسکی ان چالیس روز کی نمازوں نے کہانتک پہونچایا تا آخر حدیث۔

اور حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہے کہ دو آدمی قبیلہ بلی سے تھے جو کہ قبیلہ خزاعہ کی ایک شاخ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے ان میں سے ایک تو شہید ہو گیا تہا اور دوسرا ایک سال پیچھے تک زندہ رہا حضرت طلحہ بن عبد اللہ نے کہا کہ میں نے ان دونوں میں سے پچھلے کو خواب میں دیکھا کہ وہ شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا میں نے اسپر تعجب کیا صبح کو یہ ذکر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا (یا راوی نے کہا کہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا گیا آپ نے فرمایا کہ کیا اس پچھلے نے بعد اس شہید کے رمضان کے روزے نہیں رکھے تھے اور چہہ ہزار رکعتیں اور اتنی اتنی سنتیں نہیں پڑہی تھیں اسکو امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے

اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے حضرت طلحہ سے اسکے قریب اس سے زائد طویل روایت کیا ہے اور ابن ماجہ و ابن حبان نے اسکے اخیر میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ البتہ ان دونوں کے مراتب میں زمین و آسمان کے فاصلہ سے زاید فصل ہے۔

اور حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین باتو نپر میں قسم کھاتا ہوں جس کے واسطے اسلام میں کچھ حصہ ہوگا اسکو اللہ تعالے اسکے برابر نہیں فرمائے گا کہ جسکا کچھ حصہ نہیں اسلام کے حصّے تین ہیں نماز روزہ زکوٰۃ (یہ جملہ معترضہ ہے) اور ایسا نہ ہوگا کہ اللہ تعالے کسی بندے کا دنیا میں والی ہو اور قیامت کے دن کسی دوسرے کو اسکا والی بنا دے اور جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے خداوند تعالے ضرور اسکو اسی کے ساتھ کر دے گا اور چوتھی بات ہے کہ اگر اسپر میں قسم کھالوں تو امید کرتا ہوں کہ گنہگار نہ ہونگا (وہ یہ ہے) جس بندہ کی اللہ تعالے دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے ضرور قیامت کے روز بھی اسکی پردہ پوشی فرمائے گا اسکو امام احمد نے باسناد جید روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر میں بروایت ابن مسعود نقل کیا ہے۔

اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نے فرمایا کہ جنت کی پونجی نماز ہے اسکو دارمی نے روایت کیا ہے اسکی سند میں ابو یحیٰی قتات ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن قُرط رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن چیزوں کا حساب قیامت کے روز بندے سے لیا جائیگا ان میں کے سب سے پہلی چیز نماز ہے اگر یہ درست ہوگئی تو اسکے تمام عمل درست ہوگئے اور اگر یہ فاسد ہوگئی تو سب فاسد ہوگئے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور انشاء اللہ اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں۔

اور حضرت ابن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

١٥٦

فرمایا کہ جس شخص میں امانت نہیں اسکا ایمان نہیں اور جس شخص کے پاس طہارت نہیں
اس شخص کی نماز نہیں اور جس شخص نے نماز ترک کی اسکا دین نہیں اور نماز کا مرتبہ
تمام دین کے اعتبار سے مثل مرتبہ سر کے ہے تمام جسم کے اعتبار سے اسکو طبرانی
نے اوسط اور صغیر میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کی روایت میں
حسین بن حکم حبری منفرد ہوئے ہیں۔

اور حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
کہ جناب نے اپنی امت میں سے حاضرین سے فرمایا کہ تم میرے واسطے چھ باتوں
کے ضامن ہو جاؤ تو میں تمہارے واسطے چھ باتوں کا ضامن ہوتا ہوں میں نے عرض
کیا کہ وہ کیا ہیں رسول اللہ نے فرمایا نماز زکوۃ۔ امانت شہوت فرج طعام بطن۔
کلام زبان۔ اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث
صرف اسی سند سے مروی ہے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اسکی سند میں کچھ مضائقہ نہیں۔

۵۷ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے افضل اعمال کو دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ نماز ہے اس نے عرض
کیا کہ اسکے بعد کیا فرمایا پھر نماز ہے عرض کیا کہ اسکے بعد کیا فرمایا پھر نماز ہے
تین مرتبہ ایسا ہی فرمایا اسنے عرض کیا کہ اسکے بعد کیا فرمایا خدا کے راستے میں جہاد
کرنا پھر حدیث کو ذکر کیا اسکو امام احمد اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے
اور الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

اور حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ثابت قدم رہو تمام اعمال کا احاطہ ہرگز نہ کر سکو گے یاد رکھو تمہارے جملہ اعمال میں
افضل نماز ہے اور وضو کی تو بجز مومن کے اور کوئی مداومت نہیں کر سکتا اسکو حاکم
نے روایت کیا ہے اور علی شرط الشیخین نے تصحیح کی ہے اور اسمیں بجز وہم ابو البلال
کے اور کوئی علت نہیں ہے اور اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں طریق ابی بلال
کے علاوہ دوسرے طریقہ سے بھی روایت کیا ہے اور محافظت وضو کے باب میں

یہ احادیث اور اسکے علاوہ بھی گذر چکی ہیں اور اسکو طبرانی نے کبیر میں بروایت سلمۃ ابن الاکوع بھی روایت کیا ہے اور اسمیں یہ لفظ بھی فرماتے ہیں اور یاد رکھو کہ تمہارے اعمال میں سب سے افضل نماز ہے۔

اور حضرت حنظلہ کاتبؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ جس شخص نے اپنی پانچوں نمازوں کے رکوع اور سجدے اور اوقات کی محافظت کرلی اور جان لیا کہ یہ اللہ کی جانب سے حق لازم ہے وہ جنت میں داخل ہوگیا یا فرمایا کہ اسکے واسطے جنت ثابت ہوگئی یا فرمایا کہ اسپر نار جہنم حرام ہوگئی اسکو امام احمد نے باسناد جید روایت کیا ہے۔ اسکے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جان لیا کہ نماز حق ہے فرض ہے واجب ہے جنت میں داخل ہوگیا اسکو ابو یعلیٰ اور عبداللہ بن امام احمد نے اپنی زیادات علی المسند میں اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم اور عبداللہ کی روایت میں لفظ مکتوب کا نہیں ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ و حج وغیرہ میں بھی انشاء اللہ ایسی حدیثیں آئینگی جو اس باب میں شریک ہوسکتی تھیں۔

۱۵۸

مطلقاً نماز کی ترغیب اور رکوع وسجود وخشوع کی فضیلت

حضرت ابو مالک اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طہارت نصف حصہ ایمان کا ہے اور الحمد للہ اعمال کے تولنے کی ترازو کو (ثواب سے) پُر کردیتی ہے اور سُبحان اللہ اور الحمد للہ زمین و آسمان کو (ثواب سے) بھر دیتے ہیں اور نماز نور ہے اور صدقہ برہان ہے اور صبر روشنی ہے اور قرآن حجت ہے یا تیرے واسطے یا تجھپر اسکو امام مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور پہلے گذر چکی ہے۔

اور حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم جاڑوں میں باہر تشریف لے گئے وہ زمانہ خزاں کا تھا ایک درخت کی ٹہنی کو آپ نے پکڑا اسکے پتے جھڑنے لگے فرمایا کہ اے ابوذر میں نے عرض کیا لبیک یارسول اللہ فرمایا جو مسلمان بندہ محض لوجہ اللہ نماز پڑھے تو اس سے گناہ ایسے ہی جھڑنے لگتے ہیں جیسے کہ اس ٹہنی سے پتے جھڑتے ہیں اسکو امام احمد نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔

اور حضرت معدان بن ابی طلحہؓ سے مروی ہے کہ میں حضرت ثوبان آزاد کردہ حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم سے ملا اور عرض کیا کہ آپ مجھکو ایسا عمل تبلایئے کہ جسکا میں عامل ہوں تو مجھکو اللہ تعالے جنت میں داخل فرمائے یا یہ عرض کیا کہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب عمل فرمایئے وہ خاموش ہو رہے پھر میں نے عرض کیا پھر خاموش ہو رہے پھر میں نے تیسری مرتبہ عرض کیا تو فرمایا کہ میں نے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو فرمایا کہ کثرت سجود کو اپنے ذمہ لازم کر لو اسوجہ سے کہ تو کوئی سجدہ اللہ کے واسطے ایسا نہیں کریگا کہ جس سے تیری رفعت درجہ اور معافی خطا نہ ہو اسکو مسلم ترمذی نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

١٥٩

اور حضرت عبادۃ ابن الصامتؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ بندہ کوئی سجدہ اللہ کے واسطے نہیں کرتا کہ اسکے واسطے اسکے بدلے میں ایک نیکی نہ لکھی جاتی ہو اور ایک بدی اس سے نہ مٹائی جاتی ہو اور ایک درجہ نہ بلند کیا جاتا ہو پس زیادہ سجدے کرنے اختیار کرو اسکو ابن ماجہ نے باسناد صحیح روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابوہریرہؓ فرماتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ مراتب قرب رب العزت میں سے زیادہ قریب حالت سجود میں ہوتا ہے پس زیادہ دعا کیا کرو اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ربیعۃ بن کعبؓ سے مروی ہے کہ میں دن میں رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا جب رات ہوتی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازہ مبارک پر شب باشی کرتا اور آپ ہی کے پاس رات گذارتا پس میں برابر آپ سے یہ سنتا رہتا کہ آپ فرماتے سبحان اللہ سبحان اللہ سبحان ربی حتی کہ میں الگ جاتا یا مجھپر نیند غالب آجاتی تو سو رہتا ایک روز فرمایا کہ اے ربیعہ کچھ مانگو میں تم کو دونگا میں نے عرض کیا کہ کچھ مہلت دیجئے تاکہ میں غور کرلوں اور میں نے خیال کیا کہ دنیا تو فانی ہے منقطع ہو جانے والی ہے بس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ اللہ پاک سے یہ دُعا فرما دیجئے کہ مجھکو نار جہنم سے نجات بخشے اور جنت میں داخل فرمائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے پھر فرمایا کہ تم سے یہ کس نے کہا ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے کسی نے نہیں بتایا مگر میں جان گیا کہ دنیا چھوٹنے والی فانی ہے اور آپ خدا کے ہاں جس مرتبہ پر ہیں لہذا میں نے یہ چاہا کہ آپ میرے واسطے دُعا فرما دیں آپ نے فرمایا کہ میں ایسا کرتا ہوں مگر تم اپنے نفس پر کثرت سجود سے میری اس میں مدد کرو اسکو طبرانی نے کبیر میں ابن اسحق کی روایت سے نقل کیا ہے اور یہ الفاظ طبرانی کے ہیں اور مسلم ابوداؤد میں بھی مختصراً روایت کیا ہے مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت ربیعہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شب باشی کی تو آپ کی خدمت میں وضو کا پانی اور ضروریات حاضر کیں آپ نے مجھ سے فرمایا کہ کچھ مانگ میں نے عرض کیا کہ جنت میں آپکی خدمت چاہتا ہوں فرمایا کہ اور کچھ اسکے علاوہ میں نے عرض کیا کہ جو کچھ ہے وہ یہی ہے فرمایا تو اپنے نفس پر کثرت سجود سے میری اعانت کرو۔

اور حضرت ابو فاطمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی ایسا عمل تبلا دیئے کہ میں اسپر مستقیم رہوں اور عمل کرتا رہوں فرمایا کہ سجدے کرنے کو اختیار کرو اسواسطے کہ تم کوئی ایسا سجدہ نہیں کرتے ہو کہ اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ ایک درجہ نہ بڑھائے اور ایک خطا نہ معاف کرے اسکو ابن ماجہ نے بسند جید روایت کیا ہے اور امام احمد نے مختصر روایت کیا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں کہ مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

١٦٠

(باقی آئندہ)

اور نئی بات اجازت کے لائق ہے نہیں پس جب اُسکی اجازت نہ ہوگی تو پھر وہ قدیمی کیسے بن سکے گی پرنسپل حیران رہگیا آخر بھائی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وار مدار اجازت کا قدیم ہونے پر نہیں بلکہ اسپر ہے کہ اسمیں کوئی خرابی نہ ہو تو اسمیں کیا خرابی ہے۔ آخر مجبور ہو کر پرنسپل نے اجازت دیدی۔ یہ صرف عربی لیاقت کی بدولت تھا۔ ایسے بہت سے قصے اُنکے ہوئے۔ اُنکے سوا اور بہت ایسے واقعے میں نے دیکھے ہیں اسلیئے میں کہتا ہوں کہ اگر خدا کے لئے عربی نہیں پڑھتے تو اپنی انگریزی ہی کے لئے پڑھ لو۔ شاید کسیکو یہ شبہ ہو کہ جو علم دین انگریزی کے لئے پڑھا جاوے اُسکے پڑھنے سے کیا فائدہ جو اسکی رغبت دلائی جارہی ہے تو سمجھو کہ علم دین وہ چیز ہے کہ ایک نہ ایکدن یہ اپنا اثر ضرور کرتا ہے اور اس شخص کو اپنا ہی بنا لیتا ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے علم سیکھا تو تھا دنیا کے لئے مگر علم نے انکار کیا کہ وہ دوسروں کا بنے بلکہ وہ اللہ ہی کا ہو کر رہا میں سچ کہتا ہوں کہ علم عربی وہ علم ہے کہ ہر چیز اس سے درست ہو سکتی ہے اخلاق بھی اس سے درست ہوتے ہیں۔

(۴) حاصل یہ کہ علم دین کی جسمیں قرآن شریف بھی داخل ہے ہر شخص پر حفاظت ضروری ہے لیکن اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ قرآن کو اگر پڑھا جائے تو نرے الفاظ کے پڑھنے سے کیا نفع اس سوال کا ایک جواب تو یہ ہو گیا کہ اسکے پڑھنے کی ضرورت ہے اور ضرورت کے ہوتے ہوئے کسی اور نفع کا ہونا ضروری نہیں اگر کسی شخص کو پیاس لگی ہو اور وہ پانی پینا چاہے اور کوئی شخص اس سے کہے کہ پانی پینے سے کیا فائدہ تو اسکو صرف یہ کہدینا کافی ہے کہ اسوقت اسکی ضرورت ہے کیونکہ بہت پیاس لگی ہے اسکے سوا اور کسی فائدہ کا ہونا کیا ضرور ہے اور اگر آپ کو نفع ہی کی تلاش ہے تو لیجیئے نفع بھی بیان کئے دیتا ہوں حضور صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اسکے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں تو پورے قرآن پر کسقدر نیکیاں لکھی جائینگی تو یہ کتنا بڑا نفع ہوا اور اگر کوئی کہے کہ نیکیوں کو ہم کیا کریں تو سمجھ لو کہ نیکیاں اسوقت تم کو بیکار نظر آتی ہیں لیکن جب تم دنیا سے نکلکر

آخرت میں پہونچوگے تو معلوم ہوگا کہ نیکیاں کیسے کام کا سکہ ہے دیکھو اگر ایک شخص
مکہ جارہا ہو اور جب بمبئی پہونچا تو وہاں اسکو کسی نے مکہ کا سکہ دیا جسکا مکہ میں رواج
ہو تو وہ یوں نہ کہیگا کہ میں اسکو کیا کروں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سکہ اگرچہ بمبئی میں
نہیں چلتا لیکن میں تو چار دن کے بعد مکہ پہونچ جاؤنگا وہاں تو انہیں سے کام پڑیگا
اور اگر وہ یہ بھی کہ میں اس کو کیا کرونگا تو یہی جواب دیا جاتا ہے کہ آٹھ دن کے بعد
دیکھہ لینا کہ تم اسکو کیا کروگے اسیطرح تم کو اسوقت نیکیاں بیکار معلوم ہوتی ہیں
لیکن جب قیامت کے میدان میں کھڑے ہوگے اور لوگوں کے اعمالنامے وزن
کئے جارہے ہونگے اور اسکے موافق عوض مل رہا ہوگا اور تم خالی ہاتھ ہوگے
اسوقت معلوم ہوگا کہ نیکیاں کیا چیز تھیں اگر کسی عمدہ بازار میں کسی مفلس کو بھیجدیا جائے
تو اسکو انتہا درجہ کی پریشانی ہوگی کیونکہ جدہر نظر پڑیگی اچھی اچھی قیمتی چیزیں نظر آئینگی
اور ساتھ ہی ساتھ اپنی تنگدستی بھی یاد آئیگی تو کسقدر حسرت ہوگی خاصکر جبکہ بازار
جاتے وقت اس سے کہا گیا ہو کہ کچھ نقد لیتے جاؤ اور وہ چھوڑ کر چلا گیا ہو بس یہی ۲۲
حالت میدان قیامت میں اُن لوگونکی ہوگی اور وہ ایسا وقت ہوگا کہ اسوقت سوائے
اس سکہ کے اور کوئی سکہ کام نہ دیگا کیونکہ سوائے اسکے اور کوئی چیز یہاں سے
ساتھ ہی نہ جائیگی چنانچہ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالے قیامت میں فرمائینگے کہ تم اکیلے
آئے ہو اور جتنی چیزیں ہم نے تم کو دی تھیں سب پیچھے چھوڑ آئے اور وہاں آکر
دنیا کا مال و دولت لیکر بھی جاتے تب بھی اس سے کچھ فائدہ نہ پہونچتا چنانچہ ارشاد
ہے کہ اگر تمام زمین کے خزانے بھی اسوقت ملجاتے تو انسان اپنی جان چھوڑانے
کے لئے دیتا لیکن اس سے قبول نہ ہوتا تو اب اسکا جواب معلوم ہوگیا کہ نیکیوں کو
کیا کرینگے یعنی اُسوقت انکی قدر ہوگی۔ وہاں نیکیوں کی یہ حالت ہوگی کہ سب چیزوں
سے زیادہ عزیز ہونگی اور اسقدر عزیز ہونگی کہ ایک شخص کے عمل وزن کئے جائینگے تو
اسکے گناہ اور نیکیاں دونوں برابر ہونگی حکم ہوگا کہ اگر ایک نیکی کہیں سے لے آؤ تو
تمہاری بخشش ہو جائے گی یہ سُنکر بہت خوش ہوگا کہ میرا لمبا چوڑا کنبہ ہے بھائی بیٹا

ماں باپ دوست آشنا بہت لوگ ہیں کوئی تو ضرور ہی دیگا چنانچہ یہ سوچکر سب کے پاس جائیگا اور سب کے سب انکار کر دینگے سخت پریشان ہوگا اور بالکل ناامید ہوجائیگا اتنے میں ایک شخص سے ملاقات ہوگی اور وہ اسکی حالت کو دیکھکر پوچھیگا کہ کس فکر میں ہو یہ کہیگا کہ ایک نیکی کی تلاش میں ہوں کیونکہ میری بخشش میں ایک ہی نیکی کی کمی ہے لیکن کوئی نہیں دیتا وہ کہیگا کہ جب صرف ایک نیکی کے کم ہوجانیسے بخشش رک گئی تو میرے پاس تو صرف ایک ہی نیکی عمر بھر کی ہے باقی تمام گناہ ہی ہیں مجھے یہ ایک نیکی کیا کام آسکے گی اچھا لو میں یہ نیکی تم کو دیتا ہوں تاکہ تمہاری تو بخشش ہوجائے چنانچہ یہ شخص خوشی خوشی اُس نیکی کو لیکر جائیگا اور اسکی بخشش ہوجائیگی اس مضمون سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ نیکی کتنی قدر کی چیز ہے اور قیامت کے میدان میں اسکی کیا کچھ ضرورت ہوگی اور وہاں یہ کیسی نایاب ہوگی اُسوقت معلوم ہوگا کہ اگر کسی نے قرآن شریف کا ایک ختم دُنیا میں کر لیا تھا تو اس سے کیسا کچھ فائدہ اسکو ہوا اور کتنی نیکیاں اسکے اعمالنامے میں لکھی گئیں پس معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا پڑھنا اگرچہ بے سمجھے ہی ہو نہایت ضروری اور نہایت فائدہ مند ہے حفاظت دین کی وجہ سے تو ضروری ہے اور ثواب کی وجہ سے فائدہ مند ہے اور سب سے اول مسلمان کے بچے کو قرآن پڑھانا چاہیئے کیونکہ یہ تجربہ ہے کہ تھوڑی عمر میں علم حاصل کرنے کی لیاقت تو ہوتی نہیں تو قرآن مفت برابر پڑھ لیا جاتا ہے ورنہ لڑکپن کا وقت بیکار ہی جاتا ہے اور بعضے لوگ بڑی عمر کے بھروسہ نہیں پڑھاتے کہ بڑا ہوکر خود پڑھ لیگا یہ اُنکی غلطی ہے کیونکہ زیادہ عمر ہوجانے کے بعد خیال ایک طرف نہیں رہتا نہ اسقدر وقت ملتا ہے نہ ویسے سامان میسر آتے ہیں۔ فکر معاش الگ ستاتی ہے اہل وعیال کا جھگڑا الگ ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ جب اتنی چیزیں روکنے والی ہوں تو پھر کچھ بھی نہیں ہوسکتا اور اگر کبھی ایک دو نے کر لیا تو وہ اعتبار کے قابل نہیں پس جب بڑے ہوکر پڑھنا ہو نہیں سکتا تو اگر یہی حالت رہی جو اب ہے تو عجب نہیں کہ چند روز میں مسلمانوں کے بچوں کو نماز میں قرآن پڑھنے کے لئے

آریوں اور عیسائیوں سے قرآن پوچھنا پڑے آپ شاید اسکو تعجب کی نظر سے دیکھیں لیکن غور کرینگے تو معلوم ہوگا کہ آجکل کی حالت کا انجام کچھ عجب نہیں۔ دیکھئے شریعت کے حکموں کو آپ نے چھوڑا اور دوسری قوموں نے اُنکی خوبیاں دریافت کر کے انکو اختیار کیا نتیجہ یہ ہوا کہ آج آپ اسلام کی بہت سی باتوں کو اسلام کی سکھائی ہوئی نہیں سمجھتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ انگریزوں یا کسی اور قوم کا طرز و عادت ہے اور اُنسے لے لیکر مسلمان عمل کرتے ہیں حالانکہ وہ سب اسلام سے لیا گیا ہے دیکھئے ہماری شریعت کا ایک یہ حکم ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے تنہائی کے مکان میں اُسوقت داخل ہو جبکہ صاحب مکان سے اجازت لے لے بے اجازت لئے مکان میں ہرگز داخل نہ ہو اگرچہ وہ مکان مردانہ ہی کیوں نہ ہو تجربہ سے اسکی خوبی دریافت کر کے ترقی کرنیوالی تمام قوموں نے اسپر عمل شروع کر دیا لیکن مسلمان اسکو خاص یورپ کا طرز سمجھتے ہیں اور انکو یہ خبر نہیں کہ یہ حکم ہماری شریعت کا ہے اور دوسری قوموں نے یہیں سے لیا ہے حالانکہ یہ حکم صاف صاف قرآن میں موجود ہے کہ اے ایمان والو دوسروں کے گھروں میں مت داخل ہو یہانتک کہ اجازت لے لو اور سلام کرو گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے لئے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو (۲۴) اور خوبی اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اسپر عمل کرنے سے قوم میں اتفاق باقی رہتا ہے کیونکہ اتفاق کی جڑ دِل کی صفائی ہے اور دل کی صفائی اُسوقت تک باقی رہتی ہے جب ایک سے دوسرے کو تکلیف نہ ہو اور بلا اجازت کسی کے مکان میں داخل ہونے سے اکثر دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے اور تکلیف سے رنجش پیدا ہوتی ہے اور رنجش بڑھتے بڑھتے آپس میں جُدائی اور دشمنی کرا دیتی ہے اور جب اس مسئلہ پر عمل کیا جائیگا تو ہرگز یہ نوبت نہ آئیگی کیونکہ فرض کیجئے ایک شخص نے آپ سے اجازت چاہی آپ نے بے تکلف کہدیا کہ میں اسوقت کام میں ہوں یا کہدیا کہ آرام کرنا چاہتا ہوں چنانچہ جو قومیں اس مسئلہ کو برت رہی ہیں وہ اسکی بدولت دیکھ لیجئے کہ کسقدر آرام میں ہیں اسی طرح اور بہت سے مسئلے ہیں کہ ہمارے اسلام نے تبلائے تھے اور آج

شریعت کے حکموں کو دوسری قوموں نے اختیار کیا ہے اور مسلمان چھوڑ بیٹھے ہیں

ہم نے انکو چھوڑ دیا ہے اور دوسری قوموں نے اُنپر عمل کیا ہے اور اب اگر ہم اُن پر عمل کرتے ہیں تو دوسروں سے لیکر اور ان کی چیز سمجھکر۔ تو ان احکام کی طرح مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن شریف بھی دوسروں سے پوچھکر پڑہنے کی نوبت نہ آجائے اور خدا نہ کرے اگر ایسا ہو تو کیا مسلمانوں کی غیرت اسکو گوارا کریگی اگر نہیں تو کیوں اسیوقت سے اُسکا انتظام نہیں کیا جاتا صاحبو جب سر سے پانی گذر جائیگا اسوقت کوئی تدبیر کام نہ دسکے گی اور ان سب ساری باتوں کے علاوہ قرآن مجید کے الفاظ اسقدر شیرین اور مزیدار ہیں کہ اُنکی طرف خود رغبت ہونی چاہیئے اگر اسپر ثواب وغیرہ کا وعدہ بھی نہ ہوتا تب بھی اسکو یاد کرنا چاہیئے تھا بعض لوگ کہتے ہیں کہ حفظ کرنے سے دماغ کمزور ہو جاتا ہے اسلئے ہم اپنے بچونکو حفظ نہیں کراتے کیونکہ دماغ کی کمزوری کے بعد وہ کسی دوسرے کام کے نہیں رہتے اسکے جواب میں ایک ڈاکٹر کا قول نقل کر دینا کافی ہے ایک ڈاکٹر نے مجھسے کہا ہے کہ دماغ صرف فکر سے کمزور ہوتا ہے الفاظ حفظ کرنے سے کمزور نہیں ہوتا کیونکہ حفظ سے اصل میں دماغ پر محنت نہیں پڑتی وہ تو صرف زبان کی محنت ہے اور دماغ کی محنت غور و فکر ہے تو حفظ سے دماغ نہ تھکے گا اگر تھک سکتی ہے تو زبان اور زبان تھکتی نہیں دوسری بات انھوں نے یہ بھی کہی کہ قرآن شریف اتنی چھوٹی عمر میں یاد ہو جاتا ہے کہ بچہ اسوقت تک کچھ بھی نہیں کر سکتا یعنی اسکے دماغ میں کسی کام کرنے اور غور و فکر کی قابلیت ہی نہیں ہوتی اور اگر زبردستی اُسوقت کسی دوسرے کام میں لگا دیے جاتے ہیں تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نقصان اٹھاتے ہیں پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص درمیانی چال سے چلے اور وقت بیکار خراب نہ کرے تو قرآن شریف بچہ کو ایسے وقت میں یاد ہو جائے گا جسمیں کہ وہ خود بھی بچہ کو کسی فکر کے کام میں نہیں لگا سکتا تھا اور اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ دماغ کمزور ہو جائیگا تو میں کہتا ہوں کہ دماغ کس کا دیا ہوا ہے صاحبو کتنی شرم کی بات ہے کہ خدا تعالے کا دیا ہوا دماغ ساری عمر اپنے لئے اسکو صرف کیا جائے اور خدا تعالے

کے لئے دو چار سال بھی نہ دئے جائیں غرض جس پہلو سے بھی دیکھا جائے قرآن شریف کا یاد کرنا نہایت ضروری ثابت ہوتا ہے اور ایک بڑا فائدہ اسمیں یہ ہے کہ اسکے حفظ سے دوسرے علم نہایت درجہ آسان ہوجاتے ہیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کے پاس جب کوئی اپنے بچہ کو لاتا تو دریافت فرماتے کہ اسنے قرآن شریف حفظ کیا ہے یا نہیں اگر وہ حافظ ہوتا تو فرماتے کہ انشاء اللہ یہ پڑھ لیگا اور اگر حافظ نہ ہوتا تو وعدہ نہیں کرتے تھے یوں فرماتے تھے کہ میں دعا کروں گا تم بھی دعا کرنا اور واقعی یہ تجربہ ہے کہ جو لوگ حافظ ہیں اکثر انکو دوسرے علوم بھی آسانی سے آجاتے ہیں لیکن اگر حافظ بناؤ تو اسکا خیال رکھو کہ انکو یاد بھی رہے کیونکہ اکثر لوگ انگریزی میں اسقدر کھپ جاتے ہیں کہ ماں باپ کی ساری کوشش اور اپنے بچپن کی تمام محنت بیکار ہوجاتی ہے اور ایسے ہی لوگ ہیں جنکی بدولت آجکل کے عقلمندوں کو یہ بیہودہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن پڑھانا وقت خراب کرنا ہے اسلئے اسکے یادرہنے کا ضرور خیال رکھو اور کوئی وقت روزانہ اسکی تلاوت کا نکال لو اگر کہو کہ کثرت کام سے وقت نہیں ملتا تو میں کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی بیماری لگ جائے اور ڈاکٹر اس بیماری میں یہ تجویز کرے کہ ایک گھنٹہ تک روزانہ صبح کو قرآن پڑھا کرو تو اُسوقت تمہارے پاس کہاں سے وقت نکل آئیگا تو تھوڑی دیر کے لئے دین کو ایسا ہی سمجھ کر اسکے لئے وقت نکال لیا کرو ٭

تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کا چودہواں وعظ مسمے بہ علم دین کی ضرورت ختم ہوا اب پندرہواں وعظ مسمی بہ عمل دین کی ضرورت انشاء اللہ محرم الحرام ۱۳۴۵ھ ہجری کے پرچہ سے شروع ہوگا ٭

اور سانپوں کے ٹکڑوں اور ہواؤں کے طبقوں میں الگ الگ ہوجاتے ہیں اسکے ٹکڑوں سے باوجود الگ الگ ہونے کے کس طرح سوال وجواب ہونا ممکن ہوسکتا ہے اور جسکے جسم کے ٹکڑوں کی یہ حالت ہوجاوے اسکے ساتھ دو فرشتوں منکر ونکیر کا سوال وجواب کرنا کس طرح ممکن ہے اور ایسے شخص پر قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا کس طرح ہونا ممکن ہے اور کس طرح قبر ایسی تنگ ہوسکتی ہے یہانتک کہ مردہ کی پسلیاں قبر کے ملنے سے ادہر کی اُدہر ہوجاویں

جوابات واضح ہو کہ ہم پہلے چند باتیں بطور تمہید ذکر کرتے ہیں جن سے جوابات واضح ہوجاوینگے (۱) رسولوں نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی جسکو عقلیں محال جانیں اور وہ اسکے محال ہونے پر قطعی حکم دیسکیں بلکہ رسولوں کی خبر دینا دو قسم کی ہوتی ہے ایک تو وہ جسپر عقل اور فطرت گواہی دے دوسرے وہ جنکو محض عقلیں دریافت نہ کرسکیں مثلاً غیب کی باتیں جو رسولوں نے عالم برزخ اور قیامت اور عذاب کے متعلق مفصل بیان فرمائی ہیں باقی ہر حال میں رسولوں کی خبریں از روئے عقول سلیمہ محال نہیں ہوتی ہیں (اور اگر وہ ظاہراً عقلاً محال ہو اور سند صحیح سے نسبت بھی اسکی ثابت ہو تو اس موقع پر دوسرے قواعد شرعیہ کے موافق تاویل واجب ہوگی) پس قبر کے واقعات دوسری قسم کی خبر ہے جو عقلاً تو محال نہیں مگر وہاں تک عقل کی خود رسائی نہیں وہ وحی کی محتاج ہے باقی جو شخص اسکو محال سمجھتا ہے وہ محض اس شخص کا ایک خیال اور وہم ہے جسکو صاحب خیال اپنے فہم غلط میں معقول صحیح جانتا ہے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد کو بدون افراط وتفریط کے سمجھا جاوے اور آپکے کلام سے وہ مراد نہ سمجھی جاوے جسکا آپ نے ارادہ نہ کیا ہو جو شخص آپ کی مراد ومطلب سے اور طرف پھر گیا اور اسکے قرار واقعی معنے سمجھنے میں غفلت اور کوتاہی کی تو وہ سیدہی راہ سے بھٹک جاویگا اور خدا اور رسول کے کلام میں لوگوں کی غلط فہمیاں واقع ہونے سے اسلام میں بہت سے گمراہ اور بدعتی فرقے پیدا ہوگئے ہیں مثلاً قدریہ۔ ملحد۔ خارجی۔ معتزلہ۔ جہمیہ۔ رافضی وغیرہ

یہانتک کہ دین اسلام اکثر ایسے ہی لوگوں کے ہاتھ میں ہوگیا ہے جو غلط فہمی سے کچھ کا کچھ سمجھ رہے ہیں اور جو کچھ خدا تعالے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد تھی اور جو کچھ صحابہ کرام نے سمجھا تھا وہ اکثر لوگوں نے چھوڑ دیا ہے اسکی طرف بہت کم التفات کرتے ہیں۔

امر تیسرا یہ ہے کہ اللہ تعالے نے تین مقام انسان کے لئے ٹھہرائے ہیں دُنیا۔ برزخ۔ دار قرار اور ہر ایک مقام کے لئے علٰحدہ علٰحدہ کچھ احکام ٹھہرائے ہیں جو اسی سے مخصوص ہیں اور انسان کو بدن اور نفس سے مرکب کیا اور دُنیا کے احکام بدنوں پر ٹھہرائے اور روحوں کو بدنوں کے تابع کیا اسلئے شرعی احکام ان حرکات سے مرکب کئے ہیں جو زبان اور انداموں سے ظاہر ہوتے ہیں اگرچہ دل میں کچھ اور باتیں چھپی ہوئی ہوں اور خدا تعالے نے برزخ کے احکام روحوں پر ٹھہرائے اور جسموں کو روح کے تابع کیا پس جیسا کہ روح دنیا کے احکام میں بدنوں کے تابع ہوکر بدن کے دردناک ہونے سے دردناک ہوتی اور لذت پاتی ہے قبر یعنے عالم برزخ میں جسم دکھوں اور سکھوں میں رُوح کے تابع ہوجاتا ہے اور رُوح دکھ اور سُکھ کو سہتی ہے تو بدن بھی اس دُکھ اور سُکھ کے تابع ہوجاتا ہے اس جگہ بدن ظاہر ہے اور رُوح پوشیدہ اور عالم قبر یعنی عالم برزخ میں رُوح ظاہر و غالب ہوگی اور بدن پوشیدہ اور برزخ کے احکام ارواح پر جاری ہونگے یعنی دُکھ اور سُکھ رُوح کو جب پہونچے گا تو وہ صاحب رُوح کے جسم پر بھی سرایت کریگا جیسا کہ دُنیا میں جسم کو کچھ راحت یا دُکھ پہونچے تو اسکا اثر روح پر بھی سرایت کرجاتا ہے (جب یہ ہے تو ان واقعات کا ظاہری قسم پر ظاہر ہونا ضروری نہیں وہ سب احکام روحانی ہیں جنکو رُوح مدرک کرتی ہے اور وہ سب واقعات بھی اس عالم کے ہیں پس انکا محسوس ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ عادۃً ممکن بھی نہیں الا ماشاء اللہ) خدا تعالے نے اپنی رحمت و لطف و احسان سے اس امر کا نمونہ دنیا میں بھی سونے والے کے حال سے ظاہر و باہر فرمایا ہے کیونکہ خواب

۵۸

میں جو دُکھ اور سُکھ سونیوالے کو پہونچتا ہے وہ اسکی رُوح پر جاری ہوتا ہے اور
اسمیں بدن اسکے تابع ہوتا ہے ایسا ہی عالم برزخ میں بھی جسم اور روح کے لئے
دُکھ اور سُکھ کا طریق جاری ہے بلکہ اس خواب سے بھی بڑھکر ہوگا کیونکہ اس
عالم برزخ میں رُوح کا تجرد اور ظاہر ہونا بہت کامل ہوتا ہے اور رُوح کا تعلق
بدن سے گو عام حالات میں ظاہر نہیں لیکن ایک غیر معلوم وجہ پر یہ بھی رہتا ہے
بدن سے اسکا بالکل انقطاع اور جُدائی نہیں ہوتی۔

اَب رہا تیسرا مقام یعنی آخرت سو جب حشر اجساد ہوگا اور لوگ قبروں سے
اُٹھینگے تو اُس دن سُکھ اور دکھ کا حکم رُوح اور جسم دونوں پر غالب اور ظاہر و باہر
ہوگا مذکورہ بالا مضامین سے تم پر ہویدا ہوا ہوگا کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے عذاب قبر اور اسکے سُکھ اور دُکھ ثواب اور عذاب اور تنگی اور کشادگی دوزخ
کے گڑھا ہونے یا بہشت کے باغ ہونے کی خبر دی ہے وہ مطابق عقل کے
مناقض نہیں اور اسمیں کچھ شک وشبہ نہیں کہ اگر کسی پر یہ بات سمجھنی مشکل ہو تو اسکی
غلط فہمی اور اسکی قلت علم کا باعث ہے۔ ۵۹

انسان کو قبر میں عذاب و ثواب ملنے کا نمونہ

اس سے عجیب تر یہ بات ہے کہ دو شخص ایک ہی بستر پر سوئے ہوں اور
ایک کی رُوح کو سُکھ و چین ہوگا اور جب جاگے تو سُکھ و راحت و آرام کے آثار
اسکے بدن پر ظاہر ہونگے اور ایک کی رُوح کو دُکھ ہوتا ہے اور جب جاگتا ہے تو
دُکھ و عذاب کا اثر اسکے بدن پر ہوتا ہے اور ایک کو دوسرے کے حال سے اطلاع
نہیں ہوتی اسی پر عالم برزخ کے عذاب و ثواب کا استدلال کرلو اور دلائل سے
یہی ثابت ہے کہ اسلامی اُصول کی رو سے جسم کی رفاقت رُوح کے ساتھ
دائمی ہے گو موت کے بعد یہ فانی جسم رُوح سے الگ ہوجاتا ہے مگر عالم برزخ
میں مستعار طور پر رُوح کو کسیقدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لئے ایک جسم

ملتا ہے اور وہ جسم اس جسم کی قسم سے نہیں ہوتا بلکہ ایک نور سے باریک تاریکی سے
جیسی اعمال کی صورت ہو وہ جسم تیار ہوتا ہے گویا اس عالم برزخ میں انسان کی
عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہیں اور اگرچہ یہ راز ایک دقیق راز ہے مگر غیر معقول نہیں
ہے انسان کامل اسی زندگی میں ایک نورانی وجود اس کثیف جسم کے علاوہ پاتا ہے
اور عالم مکاشفات میں اسکی بہت مثالیں ہیں جنکو عالم مکاشفات میں سے کچھ حصہ ملا
ہے وہ اس قسم کے جسم کو جو کہ اعمال سے تیار ہوتا ہے تعجب اور استبعاد
کی نگاہ سے نہیں دیکھتے غرض یہ جسم جو اعمال کی کیفیت سے بنتا ہے یہی عالم برزخ
میں نیک و بد کی جزا کا محل ہو جاتا ہے اصحاب مکاشفہ کو عین بیداری میں مردوں سے
ملاقات ہوتی ہے اور وہ فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ
دیکھتے ہیں کہ گویا وہ دہوئیں سے بنایا گیا ہے بہرحال مرنے کے بعد ہر ایک کو ایک
نیا جسم ملتا ہے خواہ نورانی ہو خواہ ظلمانی لیکن خدا تعالےٰ نے ان امور آخرت
کو بواسطہ عقل مکلفوں کے دریافت کرنے اور پانے سے در پردہ اور پوشیدہ رکھا ۶۰
ہے اور یہ بات خدا تعالےٰ کی کمال حکمت پر دال ہے تاکہ مومن ایمان بالغیب کے
ساتھ منکرین سے متمیز ہو جائیں۔

چنانچہ فرشتے قریب الموت آدمی پر اُترتے ہیں اور اسکے نزدیک آکر بیٹھتے ہیں
اور وہ انکو دیکھتا ہے اور اسکے پاس وہ باتیں کرتے ہیں اور انکے پاس اسکے لئے
کفن اور خوشبو بہشت میں سے یا بدبو دوزخ میں سے ہوتی ہے اور وہ حاضرین
کے سلام اور دُعا پر آمین کہتے ہیں اور بسا اوقات قریب الموت آدمی کو سلام
کرتے ہیں اور وہ انکے سلام کا جواب کبھی لفظ سے کبھی اشارہ سے اور کبھی دل سے
دیتا ہے اور بسا اوقات بعض قریب الموت آدمی کہتے ہیں خوش آمدید
اور مُردہ کے سوا حاضرین میں سے ان فرشتوں کو کوئی بھی نہیں دیکھتا اس بارہ میں
آثار بیشمار ہیں۔

امور آخرت میں سے یہ پہلا امر ہے جو اس دنیا میں ہمارے درمیان واقع

ہوتا ہے اور باوجود اس دنیا میں واقع ہونے کے ہم کو دکھائی نہیں دیتا حالانکہ یہ سب کچھ اسی دنیا میں واقع ہوتا ہے پھر فرشتہ روح کیطرف اپنا ہاتھ بڑہا کر اسکو قبض کر لیتا ہے اور روح سے بات چیت کرتا ہے اور حاضرین نہ فرشتے کو دیکھتے ہیں نہ اسکی آواز سنتے ہیں پھر روح نکلتی ہے اور اسکا نور آفتاب کی شعاعوں کی طرح اور اسکی خوشبو مشک سے زیادہ ہوتی ہے اور حاضرین ان سب میں سے کسیکو بھی نہیں دیکھتے اور نہ خوشبو کو سونگھہ سکتے ہیں پھر وہ فرشتہ روح کو لیکر ملائکہ کے گروہ میں جا ملتا ہے اور حاضرین یعنی آدمی اسکو دیکھہ نہیں سکتے پھر روح ایک خاص اعتبار سے واپس آکر مردہ کا نہلانا اور اسکا اٹھانا دیکھتی ہے اور کہتی ہے مجھے آگے لے چلو مجھے آگے لے چلو یا کہتی ہے مجھے کہاں لئے جاتے ہو مجھے کہاں لئے جاتے ہو اور لوگ اسکی کوئی بات بھی نہیں سن سکتے۔

لحد قبر میں مردہ کے پاس فرشتہ پہونچنے کی صورت

اسیطرح جب مردہ کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اسکی قبر پر مٹی ڈالی جاتی ہے تو مٹی فرشتوں کو مردہ کے پاس جانے سے روک نہیں سکتی بلکہ اگر پتھر بھی کندہ کیا جائے اور مردہ کو اسمیں رکھکر اس پتھر کو قلعی سے سر بمہر کر دیا جاوے تو بھی مردہ کے پاس فرشتے کے پہونچنے سے یہ امر مانع نہیں ہو سکتا کیونکہ اجسام کثیفہ ارواح لطیفہ کے خرق کو مانع نہیں ہوتے بلکہ ان اجسام کثیفہ سے تو جن بھی گذر جاتے ہیں خدا تعالےٰ نے پتھر اور مٹی کو فرشتوں کے لئے ایسا کیا ہے جیسا فضا پرندوں کے لئے ہے جسمیں وہ اڑتے پھرتے ہیں اور قبر کی فراخی و کشادگی بالذات روح کے لئے ہوتی ہے اور بدن کو روح کی متابعت میں کشادگی ملجاتی ہے ورنہ جسم تو بہت تھوڑی جگہ میں سمایا ہوتا ہے۔

ضغطۃ القبر

اسیطرح قبر کا مردہ کو گھٹنا حق ہے مردہ کی پسلیاں ادہر کی ادہر چلی جاتی

ہیں اسمیں کچھ شک نہیں اور اس بات کو عقل رد نہیں کر سکتی باقی یہ بات کہ اگر کوئی شخص مُردہ کی قبر کھود کر اسکو دیکھے تو اسکی پسلیاں اسی پہلی حالت پر ہوتی ہیں ادہر کی اُدہر دکھائی نہیں دیتیں سو خدا قادر مطلق کو کوئی بات اس سے روک نہیں سکتی کہ یہ سب روحانی طور پر واقع ہوتا ہو اور ان حواس سے محسوس نہ ہو۔

قبر کے فرشتوں اور آتش جہنم و نعمائے جنت کے نہ دکھائی دینے کی وجہ

قبر کی آگ اور سبزی نہ دُنیا کی آگ کی قسم میں سے ہوتی ہے اور نہ دُنیا کی کھیتی و سبزہ کے مانند ہے جو دیکھکر معلوم ہو سکے وہ تو آخرت کی آگ اور آخرت کی سبزی کی قسم سے ہوتی ہے اور اسکو اہل دُنیا معلوم نہیں کر سکتے اور یہ امر اسلئے ہوا کہ پردہ بالغیب کی حکمت قائم رہے پس اس بنا پر ممکن ہے کہ دو شخصوں کو ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو دفن کیا جاوے اور اُنکے اعمال متفرق ہوں تو ان میں سے ایک دوزخ کے گڑھے میں جلتا ہو اور اسکے پاس والے پر حرارت دوزخ کی نہ پہنچ سکتی ہو بلکہ یہ دوسرا بہشت کے باغ میں ہوتا ہو اور اسکے پاس والے دوزخی کو اسکے آرام و چین سے حصہ نہ پہونچ سکتا ہو یہ بات بھی طلسمات الٰہی میں سے ہے اور خدا تعالےٰ ان باتوں پر قادر ہے کیونکہ جب اس نے انسان کو ایسے ایسے ہنر سکھائے ہیں کہ وہ اپنی ایک چیز میدان میں رکھکر اسپر بعض کو اطلاع دیتا اور دکھاتا ہے بعض کی اس سے چشم بندی کر دیتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ جو خالق الکل ہے اور قادر مطلق ہے اسکے آگے ایسے امور کس طرح ناممکن و متعسر ہو سکتے ہیں اور یہ ایمان بالغیب کی حکمت چونکہ بہائم اور مویشیوں کے حق میں نہیں ہے لہذا وہ مردہ کی پکار فریاد کو سنتے ہیں اور محسوس و معلوم کرتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

۶۲

پس عالم برزخ کا قیاس دُنیا کے اُمور و مشاہدات پر کرنا محض جہالت اور گمراہی ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو جھٹلانا اور خداوند تعالےٰ قادر مطلق کو ایسے امور سے عاجز جاننا ٹھہرانا ہے اور یہ پرلے درجہ کی جہالت و گمراہی و ظلم ہے کیونکہ وہ قادر ہے کہ جس بات کو جبیر چاہے کشادہ کرے اور لوگوں کی نظر سے اسکو پوشیدہ رکھے وہ قادر ہے کہ لوگوں کو ایک چیز تنگ دکھائی دے اور حالانکہ وہ بہت کشادہ اور خوشبودار اور بہت بڑی اور نورانی اور روشن ہو اور لوگ اسکو دیکھ نہ سکیں اور اسیطرح بالعکس۔

غریق و سوختہ و مصلوب کو عذاب ثواب قبر کیونکر ہوتا ہے

ناممکن اور ممتنع نہیں ہے کہ مصلوب اور غریق کی روح پھیر دیجاوے اور ہم معلوم نہ کرسکیں کیونکہ وہ رُوح اور قسم کی ہے بیہوش اور سکتہ زدہ اور مبہوت زندہ ہوتے ہیں اور انکی روحیں انکے ساتھ ہی ہوتی ہیں۔ اور بظاہر وہ مردہ دکھائی دیتے ہیں انکی زندگی ہم کو معلوم و محسوس نہیں ہوسکتی جسکے ٹکڑے اور اجزار الگ الگ ہوکر پراگندہ ہوجاویں خدائے قادر مطلق پر نہ مشکل ہے اور نہ ممتنع ہی کہ ان اجزاء میں روح کو پیوست کردے اور درد اور لذت اور دُکھ اور سُکھ کا شعور ان اجزار میں پیدا کردے۔

عالم برزخ کے بعد ایک دوسرا عالم حشر برپا ہونیکی وجہ

انسان کے مرنے کے وقت عالم برزخ میں جزار و سزا شروع ہوجاتی ہے اور دوزخی برزخی دوزخ میں اور بہشتی برزخی بہشت میں جاتے ہیں مگر اسکے بعد ایک اور تجلی اعلیٰ کا دن ہے کہ خدا تعالےٰ کی بڑی حکمت نے اس دن کے ظاہر کرنے کا تقاضا کیا ہے کیونکہ اس نے انسان کو پیدا کیا تاکہ وہ اپنی خالقیت کیساتھ شناخت کیا جائے اور پھر وہ سب کو ہلاک کریگا تاکہ وہ اپنی قہاریت کے ساتھ

شناخت کیا جائے اور پھر ایک دن سبکو کامل زندگی بخش کر ایک میدان میں جمع کریگا تاکہ وہ اپنی قادریت کے ساتھ پہچانا جائے (پھر اس روز حسی جنت اور حسی دوزخ میں قرار ہوگا)

پس موت جائے بازگشت اور جائے بعثت اول ہے کیونکہ خدا تعالے نے بنی آدم کے لئے دو بعثتین ٹھہرائی ہیں اور ان دونوں میں بنی آدم کو نیکی بدی کا بدلہ دیا جائیگا پہلی بعثت میں تو روح اور جسم کی جدائی ہے اور اسکو پہلے دار الجزا یعنے برزخ کی طرف چلایا جاتا ہے اور دوسری بعثت وہ ہے جسمیں خدا تعالے روح کو جسم سے ملائے گا اور اسکو قبروں سے اُٹھا کر بہشت یا دوزخ کیطرف چلا دیگا خدا تعالے نے ان دونوں قیامتوں کا ذکر قرآن کریم میں مشرح بیان فرمایا ہے جنمیں ایک بڑی دوسری چھوٹی قیامت ہے اور وہ ذکر سورہ مومن وغیرہ سورتوں میں آیا ہے (چنانچہ یہ آیت اسمیں نثل صریح کے ہے النار یعرضون علیھا غدوا و عشیا و یوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب۔ ۴۶

جواب اس سوال کا کہ قبر کے سوال وجواب محدود ہیں یا غیر محدود

سوال اگر قبر کے سوال من ربک وغیرہ محدود ہیں تو وہ خوب یاد کر لئے جاویں اور وہاں پاس ہو جاویں یا کہ غیر محدود ہیں۔

جواب ایسا نہیں ہوسکتا یہ ایک ایمانی کیفیت ہے جو دنیاوی امتحانوں کی طرح نہیں کہ آدمی مکائد و مکر وغیرہ سے پاس ہو سکے بلکہ وہاں جس رنگ سے دل رنگین ہوگا اسی کا اظہار ہوگا اور اسی کے موافق قبر میں رنج یا راحت کا سامان مہیا ہوگا۔

(باقی آئندہ)

در تردد از تو افتادند خلق در ہزیمت کشتہ شد مردم ز زلق

یعنی تمہاری وجہ سے مخلوق تردد میں پڑ گئی ہے اور بھاگنے میں لوگ لغزش کی وجہ سے مر گئے مطلب یہ کہ جب تمہارے اژدہا سے لوگ ڈر کر بھاگے تو اس میں بہت سے بھاگنے میں مر گئے تو اس سے تم کو کیا فائدہ ہے بلکہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ۔

لاجرم مردم ترا دشمن گرفت کینہ تو در سینہ مرد و زن گرفت

یعنی آخر کار لوگوں نے تم کو دشمن اختیار کر لیا اور تمہارا کینہ مرد و عورت سب نے اپنے سینہ میں لے لیا مطلب یہ کہ اب سب تمہارے دشمن ہو گئے اور تم نے جو چاہا تھا کہ سب میرے تابع فرماں ہوں اور میری مانیں یہ مقصود تمہارا حاصل نہیں ہوا بلکہ اور لوگ تم سے متنفر ہو گئے۔

خلق را مے خواندی بر عکس شد از خلافت مرد و زن را نیست بد

یعنی تو نے لوگوں کو بلایا تو وہ برعکس ہو گیا اور اب تیرے خلاف کرنے سے علاوہ مرد و عورت کو اور کوئی علاج نہیں ہے مطلب یہ کہ اب تو بجز اس کے کہ سب تمہاری مخالفت کریں اور کیا کر سکتے ہیں۔

من ہم از شرت اگر پس مے خزم در مکافات تو دیگے مے پزم

یعنی میں بھی اگر تیرے شر سے پیچھے ہٹ جاتا ہوں تو تیری مکافات میں ایک دیگ پکا رہا ہوں مطلب یہ کہ اگرچہ میں بھی بولتا نہیں ہوں اور تجھے کچھ کہتا نہیں ہوں مگر یاد رہے کہ میں بھی تدابیر سے غافل نہیں ہوں برابر تم سے بدلہ لینے کی تدابیر کر رہا ہوں۔

دل ازین برکن کہ بفریبی مرا یا بجز فی پس روے گرد ترا

یعنی اس سے دل ہٹالے کہ تو مجھے فریب دیدیگا یا سوائے (تیرے) سایہ کے اور کوئی تیرا پیں رو ہوگا مطلب یہ کہ اُس نے کہا کہ اس سے بے فکر رہو کہ میں تمہارے دہوکہ میں نہ آؤنگا اور تمہارا سایہ تو تمہارے ساتھ رہے گا اور وہ تو تمہارا تابع ہوگا مگر یاد رکھو کہ اور کوئی تمہارا اتباع نہ کریگا بلکہ سب میرے ہی معتقد رہیں گے۔

تو بدان غرا مشو کش ساختی در دل خلقان ہراس انداختی

یعنی تو نے جو کچھ بنایا ہے اسپر مغرور مت ہو کہ تو نے مخلوق کے دل میں خوف ڈالدیا ہے مطلب یہ کہ تم نے جو یہ سانپ بناکر لوگو نکو ڈرا دیا ہے تو اسپر مغرور مت ہونا کہ اس خوف سے تم سب کو اپنا کر لوگے اس لئے کہ۔

۱۵۴

صد چنین آری و ہم رسوا شوی خوار گردی ضحکہ و غوغا شوی

یعنی اگر ایسے سو بھی لاویگا تب بھی رسوا ہوگا اور خوار ہوگا اور (لوگوں کے لئے ایک) مسخرہ پن اور غوغا ہوجاویگا مطلب یہ کہ بجز اسکے کہ لوگ تمسخر کرینگے اور کچھہ حاصل نہ ہوگا۔

ہمچو تو سالوس بسیاران بدند عاقبت در شہر ما رسوا شدند

یعنی تجھہ جیسے مکار بہت ہوئے ہیں اور آخر کار ہمارے شہر میں رسوا ہوئے ہیں تو اس کا مقصود اس کہنے سے یہ تھا کہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام بد دل اور خائف ہو کر یہ کام ترک فرماویں مگر وہ کب دبنے والے تھے اُن کا جواب سنئے۔

موسیٰ علیہ السّلام کا اُس تہدید کے متعلق جو کہ فرعون ان کو کر رہا تھا جواب

گفت با امر حقم اشراک نیست ... گر بریزد خونم امرش باک نیست

یعنی ارشاد فرمایا کہ حکم حق کے ساتھ مجھے شرک کرنا نہیں ہے اور اگر اسکا حکم میرا خون بھی گرا دے تو مجھے کوئی خوف نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ اسکے حکم کے آگے مصلحت سوچنا اور یہ دیکھنا کہ اسطرح لوگ دشمن ہوتے ہیں اور اسطرح دوست یہ شرک ہے اُسکے حکم کے آگے مصلحت کیسی بس جو حکم ہے اسکو پورا کرتے ہیں اب اگر اس میں ہماری جان بھی جاتی رہے تو کچھ حرج نہیں اُنکا تو وہ مذہب تھا کہ

مصلحت دید من آنست کہ یاران ہمہ کار ... بگذارند وخم طرۂ یارے گیرند

کیسی مصلحت بینی اور کیسی عاقبت اندیشی بس حکم ہے کہ تبلیغ کرو کرتے ہیں اس میں خواہ کوئی دشمن ہو تو کیا اور دوست ہو تو کیا اور فرمایا کہ

راضیم من شاکرم من ای حریف ... اینطرف رسوا و پیش حق شریف

یعنی اے مقابل میں اسپر راضی اور شاکر ہوں کہ اس طرف تو رسوا ہوں۔ اور حق تعالےٰ کے سامنے معزز ہوں یعنی دنیا کی رسوائی اور وہاں کی عزت ہو تو اسپر مجھے کوئی خوف نہیں ہے میں راضی ہوں۔

پیش خلقان خوار و زار و ریشخند ... پیش حق محبوب و مطلوب و پسند

یعنی مخلوق کے آگے تو خوار و ذلیل اور مسخرہ ہوں اور حق تعالےٰ کے سامنے محبوب اور مطلوب اور پسندیدہ ہوں (یہ مجھے قبول ہے اور میں اسپر راضی ہوں)

۱۵۵

یہ فرما کر فرماتے ہیں کہ۔

از سخن میگویم این ورنہ خدا ‌‌‌‌‌‌‌‌ از سیہ رویاں کند فردا ترا

یعنی میں یہ بات کہتا ہوں ورنہ خدا تعالےٰ کل کو تجھے ہی سیہ رویوں سے کریگا مطلب یہ کہ میں جو کہہ رہا ہوں کہ میری جان بھی جاتی رہے تب بھی پرواہ نہیں ہے یہ صرف ایک بات کے طور پر اور بطور فرض کے کہہ رہا ہوں۔ ورنہ اصل تو یہ ہے کہ انشاء اللہ حق تعالےٰ تجھی کو مغلوب اور سیہ رو بنا دیگا اسلئے کہ۔

عزت آن اوست و آن بندگانش ‌‌ ز آدم و ابلیس برمے خوان نشانش

یعنی عزت ملک حق اور اُسکے بندوں کی ہے آدم اور ابلیس سے نشان پڑھ لو۔ مطلب یہ کہ ان العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین تو جب عزت حق تعالےٰ ہی کی ہے اور اُسکے بندوں کی تو پھر میں بھی معزز اور منصور رہونگا اور دیکھو آدم اور ابلیس کے قصہ کو پڑھ لو کہ دیکھو عزت کس کو حاصل ہوئی بس اسی سے قیاس کر لو اور فرماتے ہیں کہ۔

شرح حق پایاں ندارد ہمچو حق ‌‌ ہاں دہان بر بند و برگردان ورق

یعنی حق تعالےٰ کی طرح ان کی (صفات کی) شرح بھی انتہا نہیں رکھتی تو ہاں ذرا منہ کو بند کر اور ورق لوٹ **ورق گردانیدن** حالت دگرگوں کردن۔ مطلب یہ کہ فرمایا کہ حق تعالےٰ جس طرح غیر متناہی ہیں اسیطرح اُنکی صفات بھی غیر متناہی ہیں تو انکو تو کوئی بیان نہیں کر سکتا لہذا اس سے بہتر ہے کہ چپ ہو رہو اور اس حالت سے بدل دوسری حالت پیدا کرو یعنی اس قصہ کو بیان کرو آگے جواب فرعون کے نقل فرماتے ہیں کہ۔

گفت فرعونش ورق در دست ماست — دفتر و دیوان و حکم این دم مراست

مر مرا بخریدہ اند اہل جہان — کز ہمہ عاقل تری توای فلان

موسیا خود را خریدی ہین برو — خویشتن کم بین بخود غرہ مشو

۱۵۷

جمع آرم ساحران دہر را — تا کہ جہل تو نمایم شہر را

این نخواہد شد بروزی تا دو روز — مہلتم دہ تا چہل روز تموز

گفت موسیٰ مر مرا دستور نیست — بندہ ام امہال تو مامور نیست

گر تو چیری و مرا خود یار نیست — بندہ فرمانم بدانم کار نیست

مے زنم با تو بجد تا زندہ ام — من چہ کارہ نصرتم من بندہ ام

مے زنم تا در رسد حکم خدا — او کند ہر خصم از خصم جدا

گفت نے نے مہلتم باید نہاد — عشوہا کم دہ تو کم پیمائے باد

حق تعالےٰ وحی کردش در زمان — مہلتش دہ متسع مہراس ازان

این چہل روزش بدہ مہلت بطوع — تا سگالد مکرہا او نوع نوع

تا بکوشد او کہ نے من خفتہ ام — تیز رو کہ پیش رہ بگرفتہ ام

حیلہ ہاشان را ہمہ برہم زنم — وانچہ افزایند من برکم زنم

۱۵۸ آب را آرند من آتش کنم — نوش خوش گیرند من ناخوش کنم

مہر پیوندند من ویران کنم — انچہ اندر وہم ناید آن کنم

تو مترس و مہلتش دہ بس دراز — گو سپہ گرد آر و صد حیلت بساز

اسپر فرعون نے کہا کہ یہ تیری غلطی ہے. جو کہتا ہے کہ میں غالب ہونگا۔ اس لئے کہ دفاتر میرے قبضہ میں ہیں رجسٹر اور عدالتیں اور حکومت میری ہیں مجھے لوگوں نے یہ کہکر منتخب کر لیا ہے کہ اے فرعون تو سب سے زیادہ عاقل ہے اسکے برخلاف تیری حالت یہ ہے کہ تو جاہ مال کے لحاظ سے معمولی ہی ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور عقل کی یہ حالت ہے کہ تو خود ہی اپنے کو انتخاب کرتا ہے اور کوئی تیرا ساتھ نہیں دیتا ایسی حالت میں تیرا مجھے اپنے اتباع کی دعوت دینا

محض بیہودہ ہے پس جا اور اپنے اوپر یعنی محقر سمجھ پر اور اُس لکڑی پر جو تیرے پاس ہے مغرور مت ہو ورنہ میں زمانہ کے مشہور جادوگروں کو بلاتا ہوں اور تیری جہالت اہل شہر کو دکھلاتا ہوں لیکن یہ کام ایک دو دن کا نہیں بلکہ گرمیوں میں چالیس دن کی مہلت دے تاکہ میں تیرے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤں موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے ہنوز کوئی جدید حکم نہیں ملا اور تجھکو تہیہ کی فرصت دینے کا امر میری پاس نہیں آیا لہذا میں مجبور ہوں کیونکہ محض بندہ ہوں مجھے اپنی طرف سے کوئی کام کرنے کا مجاز نہیں ہے مانا کہ تو غالب ہے اور میرا کوئی یار و مددگار نہیں مگر مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں میں تابع فرمان ہوں جو مجھے حکم ہوا ہے اُسکی تعمیل کرونگا فتح و شکست کو خدا کے سپرد کرتا ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے پوری کوشش سے تیرا مقابلہ کرونگا۔ میں تو بندہ ہوں لہذا فتح و نصرت کا کوئی استحقاق نہیں رکھتا میں تجھ سے اسوقت تک مقابلہ کرتا رہونگا جبتک کہ خدا میرے اور تیری درمیان فیصلہ نہ کردے کیونکہ صرف وہی ہے جو ایک دشمن کو دوسرے دشمن سے علیحدہ کرتا ہے اور انکے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ فرعون نے کہا نہیں نہیں مجھے مہلت ضرور دینی چاہیئے اور فریب اور فضول گوئی سے کام نہ لینا چاہیئے۔ اسپر حق سُبحانہ نے موسےٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اسکو کافی مہلت دیدی جائے اور کچھ اندیشہ نہ کیا جاوے یہ چالیس دن کی مہلت بخوشی منظور کرلیجاوے تاکہ یہ اپنے دل کے حوصلے نکال لے اور انواع و اقسام کے مکر سوچ لے اور پوری کوشش کرلے۔ کیونکہ ہم کچھ سوتے نہیں ہیں اس سے کہو کہ تو خوب تیز دوڑ اور اپنی پوری قوت صرف کردے ہم نے رستہ روک رکھا ہے اور ہم اسے چلنے نہ دینگے میں انکی تدابیر کو درہم برہم کردونگا اور جتنی زیادتی کرینگے میں اسکو اتنا ہی کم کردونگا یہ پانی لائینگے میں اسے آگ بنا دونگا۔ یہ عمدہ غذائیں کھائینگے میں اسکو ناپسندیدہ کردونگا یہ آپس میں محبت کرینگے میں اسے برباد کردونگا غرض یہ جو تدبیر کرینگے میں اسکا توڑ کرونگا لہذا تم کچھ خوف نہ کرو اور یہ جو لمبی مہلت مانگتا ہے تم منظور کرلو اور کہدو

۱۵۹

کہ تو اپنی پوری فوج جمع کرلے اور ہر ممکن تدبیر کو کام میں لا انشاء اللہ اسکا نتیجہ تجھے بہت جلد معلوم ہو جائیگا۔

فرعون کا موسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا اور انسے چالیس روز کی مہلت مانگنا

۱۶۰ گفت فرعونش ورق در دست ماست دفتر و دیوان و حکم این دم مراست

یعنی فرعون نے ان سے کہا کہ ورق (دفاتر) ہمارے ہاتھ میں ہیں اور رجسٹر اور کچہریاں اور حکم سب اس دم میرے ہیں۔

مرا بخریده اند اهل جهان از همه عاقل تری تو ای فلان

یعنی سارے اہل جہان نے مجھے خرید رکھا ہے تو ارے فلانے سب سے زیادہ عقلمند ہے مطلب یہ کہ سارے تو مجھے مانتے ہیں آپ بڑے عقلمند نکلکر آئے ہیں کہ میری حکومت کا انکار کرتے ہیں کہ یاد رکھو کہ سارے اختیارات مجھکو حاصل ہیں ابھی کایا پلٹ کرادونگا اور بولا کہ۔

موسیا خود را خریدی هین برو خویشتن کم بین بخود غره مشو

(باقی آئندہ)

الحديث خير الامور اوسطها البيهقي في شعب الايمان من رواية مطرف بن عبد الله معضلا **ف** شمل بعمومه الاقتصاد في المجاهدة

الحديث اعبد الله في الرضا فان لم تستطع ففي الصبر على ما تكره خير كثير طب (قلت رواه الترمذي من حديث ابن عباس كذا قاله العراقي في كتاب الصبر والشكر) **ف** فيه ان الرضا الكامل لا يكون فيه الكراهة الطبعي وان كان فيه الالم الطبعي والا فالكراهة العقلي لا يكون في الصبر ايضا وفيه رعاية الاستعداد

حدیث سب امور میں بہتر درجہ اوسط ہے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں مطرف بن عبد اللہ سے ایسی سند سے کہ اس کے درمیان سے دو راوی متصل ساقط ہو گئے **ف** یہ حدیث اپنے عموم سے توسط فی المجاہدہ کو بھی شامل ہے کہ اوس میں مشقت بھی ہو اور تحمل بھی ہو

حدیث۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رضا کے ساتھہ اور اگر تجھ سے نہو سکے تو ناگوار چیز پر صبر کرنے میں بھی خیر کثیر ہے روایت کیا اس کو طبرانی نے (میں کہتا ہوں۔ اور روایت کیا اسکو ترمذی نے ابن عباس کی حدیث سے اسی طرح کہا ہے عراقی نے کتاب الصبر والشکر میں) **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ رضائے کامل میں کراہت طبعی بھی نہیں ہوتی گو الم طبعی ہو ورنہ (اگر کراہت طبعی ہو صرف کراہت عقلی نہو تو کراہت عقلی تو صبر میں بھی نہیں (تو رضا میں صبر سے فوقیت ہی کیا ہوئی۔ حالانکہ حدیث میں فوقیت منصوص ہے) اور نیز اس حدیث سے تربیت میں استعداد کی رعایت بھی ثابت ہوتی ہے کہ بعض سے رضا کا مطالبہ

الاقتصاد في المجاهدة
اقتصاد در مجاہدہ

۷۷
انتفاء الکراہة الطبعیة فی الرضا
انتفاء کراہت طبعی در رضا

فی التربیة

الحدیث المجاهد من جاهد نفسه. ت فی اثناء حدیث وصححه ه من حدیث فضالة ابن عبید **ف** فیه افضلیة جهاد النفس من جهاد الکفار فان کونه جهادا موقوف علیه

افضلیۃ جہاد النفس من جہاد الکفار
افضل بودن جہاد نفس از جہاد کفار

۷۸

کیا گیا بعض سے صبر کا۔

حدیث (اصل) مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے روایت کیا اسکو ترمذی نے ایک حدیث کے اثنا میں اور اسکی تصحیح کی اور ابن ماجہ نے اسکو فضالہ بن عبید کی حدیث سے روایت کیا **ف** اس حدیث میں اسپر دلالت ہے کہ جہاد نفس جہاد کفار سے بھی افضل ہے کیونکہ جہاد کفار کا جہاد ہونا خود جہاد نفس پر موقوف ہے (اس لیے کہ اگر جہاد کے حدود ظاہری و باطنی محفوظ نہوں تو وہ جہاد ہی نہیں اور حدود کا محفوظ رکھنا یہ جہاد نفس ہے)

کتاب کسر الشهوتین

کتاب علاج شہوت فرج و بطن

الحدیث حدیث ابی سعید الخدری کان اذا تغدی لم یتعش واذا تعشی لم یتغد لم اجد له اصلا وحدیث قال لعائشة ایاك والاسراف فان الاکلتین فی یوم من السرف

حدیث۔ ابوسعید خدری کی جو یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کو کھانا نوش فرماتے تو شام کو نہ کھاتے اور جب شام کو نوش فرماتے تو صبح کو نہ کھاتے ہیں نے (عراقی نے) اسکی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ جو حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی سے فرمایا کہ اپنے کو اسراف سے بچاؤ اور ایکدن میں دو بار کھانا اسراف میں داخل ہے اسکو

البیهقی فی الشعب من
حدیث عائشة وقال
فی اسناده ضعف اھ
قلت بل فی الحدیث
ما یدل علی ضده
وهو ما رواه ابو داؤد
فی باب صفة النبیذ
عن عائشة رض انها
كانت تنبذ لرسول
الله صلی الله علیه
وسلم غدوة فاذا
كان من العشی
فتعشی شرب علی
عشائه فان فضل
شیٔ صببته او فرغته ثم
تنبذ باللیل فاذا اصبح
تغدی فشرب علی
غدائه قالت
نغسل السقاء
غدوة وعشیة
فقال لها ابی مرتین

بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہؓ کی حدیث
سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی اسناد
میں ضعف ہے فقط (پس حجت نہیں ہے)
(یعنی اشرف) کہتا ہوں بلکہ حدیث میں اسکے
خلاف پر دلالت ہے اور وہ حدیث وہ ہے
جسکو ابو داؤد نے باب صفت نبیذ میں حضرت
عائشہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبح کے وقت خرما بھگو دیتیں
جب شام کا وقت ہوتا اور شام کا کھانا نوش فرماتے
تو کھانے پر نبیذ نوش فرما لیتے اگر کچھ بچ جاتا
تو میں اوس کو گرا دیتی (لفظ میں راوی کو شک ہے
مگر دونوں لفظ ہم معنی ہیں) پھر شب کو خرما بھگو
دیتیں جب صبح ہوتی تو آپ صبح کا کھانا نوش فرماتے
اور کھانے پر نبیذ نوش فرماتے اور حضرت عائشہؓ
نے یہ بھی فرمایا کہ ہم اوس مشک کو جسمیں نبیذ تیار
ہوتا تھا صبح و شام دھو ڈالتے (تاکہ اوس میں
پہلے نبیذ کا اثر نہ رہے جس سے نئی نبیذ میں
تغیر کا احتمال ہو جاوے راوی کہتے ہیں کہ)
میرے باپ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ ایک دن میں
دو بار (نوش فرماتے) اونھوں نے فرمایا ہاں۔
ف اسمیں دلالت ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں

عدم التنافی بین التوسع فی الماکل وبین الزهد
عدم تنافی درمیان زہد و توسع فی الماکول والمشروب

۷۹

فی یوم قالت نعم

ف فیہ ان التوسع فی الماکل والمشارب من غیر غلو فیہ لا ینافی الزھد واما الاقتصار فیھا فکان عن ضرورۃ لا عن قصد

الحدیث کان یضرب یدہ علی فخذ عائشۃ احیانا ویقول کلمینی یا عائشۃ لم اجد لہ اصلا قلت لکن معناہ ثابت بالحدیث الصحیح الذی رواہ مسلم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رکعتی الفجر فان کنت مستیقظۃ حدثنی والا اضطجع **ف** فیہ ان المحادثۃ مع الاھل لا ینافی مقصود الخلوۃ

۸۰

عدم اخلال محادثہ اہل در خلوت

افادیت عدم اخلال المحادثۃ مع الاہل بالخلوۃ

اور اوقات میں (ایک ظرف زمان ہے اور ایک ظرف مکان) توسع کرنا بدون غلو کے یہہ زہد کے منافی نہیں اور اکتفا فرمانا (دوقت میں یا ماکول میں جو وارد ہے) یہ ضرورت سے تہا (کہ سامان مہیا نہ ہوا) قصداً نہ تہا (جیسا بعض غالین مدعین زہد نے سمجھا ہے۔

حدیث۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات اپنا ہاتہہ حضرت عائشہ کی ران پر مارتے تہے اور فرماتے تہے اے عائشہ مجہہ سے باتیں کرے ہیں نے اِس حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی۔ میں کہتا ہوں لیکن اس کا مضمون حدیث صحیح سے ثابت ہے جسکو مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنتیں پڑہ چکتے اگر میں جاگتی ہوتی تو مجہہ سے باتیں کرتے تہے ورنہ لیٹ رہتے **ف** اِس میں اسپر دلالت ہے کہ اہل خانہ کے ساتہ باتیں کرنا مقصود خلوت کے منافی نہیں (وہ مقصود اجتماع خواطر ہے اور بجربہ ہے کہ اہلِ خانہ سے چونکہ غایت بے تکلفی ہوتی ہے اوس سے باتیں کرنے سے قلب مشوش نہیں ہوتا تشویش عایت سے ہوتی ہے

(باقی آئندہ)

اسکا علاج تصور شیخ تجویز کیا تاکہ اسکا قلب سب طرف سے ہٹکر ایک مرکز پر ٹھہرے اور اسمیں مقصود اصلی کی طرف توجہ کی استعداد پیدا ہو جاوے اور گو یہ تصور خود بھی بت یعنی غیر مقصود تھا مگر بضرورت جمع خاطر اسکو اختیار کیا گیا تھا جب اُنکے خیالات و افکار ایک مرکز پر جمع ہو کر اس قابل ہو جاتے تھے کہ وہ مقصود اصلی و حقیقی یعنی حضرت حق کی طرف متوجہ ہوسکیں، تو اس بت کو بھی توڑ دیتے تھے اور تصور شیخ کو بیچ میں سے ہٹا کر اسکے قلب کو براہ راست حق تعالےٰ سے وابستہ کر دیا جاتا تھا یہ اصلی غرض تھی تصور شیخ کی۔ اور یہ مقصد تھا اسکا اب بعد کے لوگوں نے تصور شیخ کو جو حقیقت میں بت مگر ذریعہ تھا استعداد توجہ الی الحق کا مقصود اصلی بنا لیا اور اسی پر جم کر رہ گئے اور وہ بجائے ذریعہ توجہ الی الحق ہونے کے (اور موانع سے بھی زیادہ) توجہ الی الحق سے مانع تام ہو گیا جب سید صاحب پر یہ منکشف ہوا کہ اب تصور شیخ موصل الی الحق نہیں رہا بلکہ حق سے مانع ہو گیا ہے تو انھوں نے اسکو منع فرمایا اور نہایت سختی کے ساتھ روکا یہ وجہ تھی سید صاحب کے تصور شیخ سے انکار کی۔

حاشیہ حکایت (۵۳) قولہ اسکا علاج تصور شیخ الخ اقول یہ تفصیل ہے اسی تحقیق کی جو حواشی حکایت بالا میں اجمالاً بیان کی گئی (اشرف)

(۵۴) خانصاحب نے فرمایا کہ حکیم خادم علی صاحب فرماتے تھے کہ یہ لوگ

(صوفیہ زمانہ) لا معبود الا اللہ لا مقصود الا اللہ لا موجود الا اللہ لا محبوب الا اللہ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور اسکا مقتضے یہ ہے کہ اور جملہ ماسوی اللہ کو چھوڑ کر ایک خدائے واحد کو اپنا معبود اپنا مقصود اپنا مطلوب اپنا محبوب بنالیں پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود اس تعلیم کے یہ لوگ قبر پرستی کیسے کرتے ہیں پھر فرمایا کہ بعض صحابہ نے ملوک عجم میں سجدہ کی رسم دیکھکر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ حضور لوگ سلاطین کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم آپ کو سجدہ کیوں نہ کریں آپ تو سلاطین عجم سے کہیں زیادہ سجدہ کے مستحق ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا میری قبر پر گذر ہو تب بھی تم مجھے سجدہ کرو گے

اُنھوں نے عرض کیا کہ نہیں اسپر آپ نے فرمایا کہ پھر اَب سجدہ کس لئے کیا جاوے
اب بھی نہ ہونا چاہیئے کیونکہ فانی سجدہ کا مستحق نہیں ہے۔ اور سجدہ کا مستحق صرف
حی قیوم ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردہ کو سجدہ کرنا زندہ سے زیادہ خلاف عقل
ہے اور اسکی شناخت اسقدر ظاہر ہے کہ وہ صحابی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سجدہ کی درخواست کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے انتقال کے بعد آپ کو بھی سجدہ کرنا خلاف عقل اور برا سمجھتے ہیں حالانکہ آپ کی
موت محض صوری ہے اور ایسی نہیں جیسے غیر انبیاء کی موت۔ پس سمجھ میں نہیں آتا
کہ قبور اولیاء اللہ کو سجدہ کرنا کیونکر معقول ہو سکتا ہے۔

حاشیہ حکایت (۵۴) نہایت لطیف و لاجواب تقریر ہے
مگر یہ سوال باقی ہے کہ پھر اسکا وقوع ہی کیوں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اہل ضلال
نے ان دونوں میں منافات نہیں سمجھی بلکہ قریب قریب اتحاد و حلول کا عقیدہ
کرکے انکو غیر نہیں سمجھا تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا (**ش ت**)

۶۶

(۵۵) خانصاحب نے فرمایا کہ جو قصہ میں اسوقت بیان کرنا چاہتا ہوں
یہ میں نے بہت سے لوگوں سے سُنا ہے اور غالباً ان بیان کرنیوالوں کی تعداد
سو سے کم نہ ہوگی اس لئے میں سب کے نام تو نہیں لکھواتا صرف چند آدمیوں
کے لکھواتا ہوں حکیم خادم علی صاحب۔ مولوی سراج احمد صاحب، قاری عبدالرحمٰن
صاحب پانی پتی مولانا گنگوہی مولانا نانوتوی۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن مظفر نگری۔ مولوی
عبدالقیوم صاحب میانجی محمدی صاحب ان سب سے میں نے سُنا ہے مگر مجھے
جو بسند متصل یہ قصہ پہونچا ہے تو اس میں اور دوسرے لوگونکی روایت میں
اخیر میں ذرا سا فرق ہے اب میں قصہ سُناتا ہوں (یہ تمہید ہے قصہ کی) حاجی
منیر خانصاحب رئیس خانپور ان لوگوں میں سے ہیں جنکی ولایت پر خود انکی صورت
شاہد تھی اور اسکے لئے کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ یہ صاحب مولوی
محمد یعقوب صاحب (مولوی محمد اسحٰق صاحب کے چھوٹے بھائی) سے بیعت تھے

جب مولانا اسحٰق صاحب و مولانا محمد یعقوب صاحب نے ہجرت کی ہے تو یہ سانڈنی
پر مولانا یعقوب صاحب کے ردیف ہو کر قطب صاحب تک ساتھ گئے تھے یہ فرماتے
تھے کہ میں نے راستہ میں مولوی محمد یعقوب سے اُنکے خاندان کے بزرگو نکے
حالات پوچھے انھوں نے انکے حالات بیان فرمائے اور فرمایا کہ فلاں ایسا ہے
اور فلاں ایسا ہے۔ مولانا اسحٰق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے
انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے تاکہ لوگ ان سے ملکر فرشتونکی
قدر کریں اور مولوی اسمٰعیل صاحب جیسا عالی ہمت اور بلند حوصلہ اس خاندان میں
کوئی پیدا نہیں ہوا ان وعظوں کی وجہ سے دلّی کے شہدے اور بدمعاش آپکے
یہانتک دشمن ہو گئے تھے کہ انکے قتل کی فکر میں تھے اسلیئے ہم لوگ انکی بہت
حفاظت کیا کرتے تھے (اصل قصہ یہاں سے شروع ہوتا ہے) ایک مرتبہ وہ
عشاء کی نماز جامع مسجد میں پڑھکر اس دروازہ میں کو چلدیے جو قلعہ کی جانب ہے میں نے
لپک کر ان کو پکڑا اور پوچھا کہ کہاں جاتے ہو میں اسوقت تمہیں تنہا نہ جانے دونگا
اگر تم کہیں جاؤ گے میں تمہارے ساتھ جاؤنگا۔ مولانا نے فرمایا کہ میں ایک خاص
ضرورت سے جا رہا ہوں تم مجھے جانے دو اور میرے ساتھ نہ آؤ میں نے اصرار
کیا مگر وہ نہ مانے اور تنہا چلدیئے میں بھی ذرا فاصلہ سے انکے پیچھے پیچھے ہو لیا
خانم کے بازار میں ایک بڑی مالدار اور مشہور رنڈی کا مکان تھا اور اسکا نام
موتی تھا مولانا اُس مکان پر پہونچے اور آواز دی تھوڑی دیر میں مکان سے
ایک لڑکی نکلی اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا کام ہے انھوں نے کہا کہ میں فقیر ہوں
وہ لونڈی یہ سُنکر چلی گئی اور جاکر کہدیا کہ ایک فقیر کھڑا ہے رنڈی نے کچھ پیسے دئے
اور کہا جاکر دیدے وہ لڑکی پیسے لیکر آئی اور مولانا کو دینا چاہا۔ مولانا نے کہا کہ میں
ایک صدا کہا کرتا ہوں اور بغیر صدا کہے لینا میری عادت نہیں تم اپنی بی بی سے کہو
کہ میری صدا سُن لے اُس نے جاکر کہدیا رنڈی نے کہا کہ اچھا بلا لے وہ بلا کر لیگئی
مولانا جاکر صحن میں رومال بچھا کر بیٹھ گئے اور آپ نے سُورۃ والتین تم ردد ناہ

اسفل سافلین تک تلاوت فرمائی ہیں بھی وہاں پہونچ گیا اور جاکر مولانا کے پیچھے کھڑا ہوگیا مولانا نے اسقدر بلیغ اور مؤثر تقریر فرمائی کہ گویا جنت اور دوزخ کا مشاہدہ کرادیا اس رنڈی کے یہاں بہت سی رنڈیاں بھی تھیں اور انکے علاوہ اور لوگ بھی بہت تھے اپر اسکا یہ اثر ہوا کہ سب لوگ چیخ چیخ کر رونے لگے اور کہرام مچگیا اور انھوں نے ڈہولک ستار وغیرہ توڑنے شروع کئے اور موتی اور اسکے علاوہ اور کئی رنڈیاں تائب ہوگئیں۔ اسکے بعد مولانا اسمٰعیل صاحب اٹھکر چلدیے میں بھی پیچھے پیچھے چلدیا یہانتک تو باستثنار مضمون تمہیدی تمام روایت کرنے والوں کا اتفاق ہے یہاں سے خاص حاجی منیر خان کی روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا کہ جب مولانا جامع مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچے ہیں تو میں نے مولانا سے کہا کہ میاں اسمٰعیل تمہارے دادا ایسے تھے اور تمہارے چچا ایسے تھے اور تم ایسے خاندان کے ہو جسکے سلامی بادشاہ رہے ہیں مگر تم نے اپنے آپ کو بہت ذلیل کرلیا اتنی ذلت ٹھیک نہیں ہے اسپر مولانا نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور حیرت سے میری طرف دیکھا اور کھڑے ہوگئے اور مجھ سے فرمایا کہ مولانا آپ نے یہ کیا فرمایا آپ تو اسکو میری ذلت سمجھتے ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں میں تو اس روز سمجھونگا کہ آج کچھ میری عزت ہوئی ہے جس روز دلی کے شہدے میرا منہ کالا کرکے اور گدہے پر سوار کرکے مجھے چاندنی چوک میں کو نکالیں گے اور میں کہتا ہونگا قال اللہ کذا و قال رسول اللہ کذا یہ سنکر میری یہ حالت ہوئی کہ میں کہنے کو تو کہہ گیا مگر مارے شرم کے پانی پانی ہوگیا اور زبان بند ہوگئی اور اسکے بعد کبھی مجھے ان سے آنکھ ملاکر بات کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

حاشیہ حکایت (۵۵) قولہ فی آخر القصۃ میں تو اس روز سمجھونگا الخ **اقول** اللہ اکبر مدعیان فنا آئیں اور دیکھیں فنا اسکو کہتے ہیں ایک عاشق نے اسی منظر سے عارف شیرازی کے اس شعر کی تفسیر کی ہے ؎

من حال دل اے زاہد با خلق نخواہم گفت کاین نغمہ اگر گویم با چنگ و رباب اولے (تمت)

(باقی آئندہ)

رسالہ الہادی کی عدم رسی کی شکایت

اور احقر مدیر کا تفصیلی جواب

تقریباً پونے دو سال سے رسالہ الہادی جاری ہے۔ اور بفضلہ تعالےٰ دفتر سے نہایت اہتمام کے ساتھ تاریخ معینہ پر روانہ کر دیا جاتا ہے اسپر بھی بعض حضرات کو رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہے اور وہ اپنے عنایت ناموں میں احقر مدیر کو نشانہ طعن و تشنیع بناتے ہیں گویا انکے نزدیک رسالہ کے نہ پہنچنے کا سبب صرف دفتر کی بدنظمی ہی ہو سکتی ہے اور کچھ نہیں حضرات۔ آپ یقین فرمایئے کہ علاوہ دفتر کی بدنظمی کے اور بھی خاص اسباب ہیں۔ جو رسالہ کو اپنی منزل مقصود تک پہنچنے میں مانع ہوتے ہیں کیا آپ اس سے بیخبر ہیں کہ پوسٹ مینوں کی بے پروائی بھی مکتوب الیہ کی پریشانی اور دفتر کی بدنامی کا باعث ہوتی ہے کیا آپکو یہ معلوم نہیں کہ بعض چالاک لوگ بالا ہی بالا پرچہ وصول کرکے اصل خریدار تک نہیں پہنچنے دیتے۔ کیا آپکو اسکا تجربہ نہیں کہ بعض دفعہ پتہ میں مغالطہ ہونے سے ایک کا پرچہ دوسرے کو ملجاتا ہے۔ اگر واقعی آپ ان اسباب سے بھی آگاہ ہیں تو سخت حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ آپ اس بدنظمی کا سارا الزام دفتر الہادی کے سر رکھتے ہیں اور خطوط میں ایسے الفاظ بے یاد فرماتے ہیں جنکا احقر عند اللہ مستحق نہیں ہے۔

میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ باوجودیکہ میری اہلیہ پانچ ماہ تک سخت بیمار رہی اور مرحومہ کی تیمار داری میں احقر کو سخت پریشانی لاحق رہی مگر شروع میں جس اہتمام اور نظم و نسق کا وعدہ خریداران الہادی سے کیا گیا تھا خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ باوجود ہزار پریشانیوں کے اسکے ایفا میں کوشش کیگئی اور اپنی طرف سے تاریخ معینہ پر شائع ہونے میں ذرا بھی کوتاہی روا نہیں رکھی گئی۔

دفتر کیطرف سے یہ اعلان بھی بار بار شائع ہوا اور اب بھی اسکا اعادہ کرتا ہوں کہ رسالہ کی تاریخ معینہ سے ایک ہفتہ کے اندر اطلاع آنے پر دوبارہ رسالہ ارسال کر دیا جاتا ہے امید کہ ہمارے کرمفرما اظہار غضب میں عجلت نفرما کر حسب قاعدہ دفتر کو عدم رسی کی اطلاع صاف اور سادی الفاظ میں